شاباش...... جنرل شاباش!

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو پیدائش کے ساتھ ہی کچھ صلاحیتوں سے نوازتے ہیں' پھر عمر اور تجربے کے ساتھ ساتھ ان صلاحیتوں میں نکھار آتا رہتا ہے۔ لیکن ان صلاحیتوں کا استعمال انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ اسے صحیح کام میں لاتا ہے یا اپنی ان صلاحیتوں کا غلط استعمال کر کے انھیں ضائع کر لیتا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار ممکن نہیں اور نہ ہی یہ بات سمجھانے کے لیے کوئی زیادہ مثالیں وغیرہ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے جنرل پرویز مشرف بھی ان لوگوں میں سے ہیں' جو بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں' البتہ کسی کی کوئی خوبی نمایاں ہوتی ہے اور کسی کی کوئی صلاحیت۔ جنرل صاحب کی اس صلاحیت سے تو قوم پہلے ہی واقف تھی کہ جھپٹنا پلٹنا پھر پلٹنا...... اور پھر پلٹتے ہی چلے جانا۔ لیکن اب آہستہ آہستہ ماشاء اللہ وہ نکھرتے جا رہے ہیں اور ان کی کئی خوبیاں قوم کے سامنے آنا شروع ہو گئی ہیں۔ پہلے تو کتے جنرل کی بغلوں سے نکلے تھے اب بلی بھی ان کے تھیلے سے باہر آ گئی ہے۔ یہ ساری باتیں تو اب پرانی ہو گئی ہیں کہ طاغوت کے لشکر کا ہراول دستہ بننے کا سبب کیا تھا اور یہ بھی کھل کر سامنے آ گیا ہے کہ انھیں دھکا کس نے اور کس لیے دیا تھا۔ میرا خیال ہے تحفظ حقوق نسواں بل کی بحث بھی "شاید" اب گزرے دنوں کی کہانی ہے۔

جنرل صاحب کو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ ان کے آقاؤں میں شاید ان کی قیمت کچھ بڑھ گئی ہو گی۔ لیکن وہ مسلم لیگ جو قائداعظم کی نسبت کے ساتھ اقتدار کے ایوانوں میں براجمان ہے اور اب تک وہ قیام پاکستان کا تمغہ سجائے ہوئے تھی' اب ملک میں بے غیرتی' بے حیائی' فحاشی اور عریانی کے لیے جو پہلا قدم (جی ہاں وزیر اعظم شوکت عزیز نے فرمایا ہے کہ تحفظ حقوق نسواں بل ایک لمبے سفر کی طرف پہلا قدم ہے اور اس کے بعد شاید امتناع قادیانیت اور ناموس رسالت بل پر ہاتھ صاف کرنے کا سوچا جا رہا ہے جس کا اظہار سرکار کے گھریلو ملازم اور طاغوتی طاقتوں کے پالتو اور حرص و ہوا کے بندے مولانا فضل الرحمٰن کی زبان ڈالر باز سے بھی ہو گیا ہے) اٹھایا گیا ہے۔ اس کی سیاہی بھی مسلم لیگ کے منہ کی کالک بن گئی ہے۔ سرکار کے دسترخوان سے پس خوردہ چننے والے کئی شیر افگنوں کو ملامت کرنا تو لاحاصل تھا ہی' اب شاید مجلس عمل کے کردار و عمل پر وقت صرف کرنا بھی بے فائدہ ہی ہے۔ کہ کل تک جو بڑھکیں مارتے تھے' ان کی جھاگ تک بیٹھ گئی ہے اور جنرل بڑے طنز سے کہتا ہے کہ بل تو پاس ہو گیا ہے مگر ایم ایم اے کے استعفے ابھی تک نہیں آئے......؟

آج دی خبر
ف۔ر۔ی

میرے عزیز قارئین کو یاد ہو گا کہ انھی سطور میں مجلس عمل کے قیام کے بعد ہی راقم نے اپنے پیارے پڑھنے والوں کو آگاہ کر دیا تھا اور پھر کئی دفعہ اس بات کو موقعہ بموقعہ دہرایا ہے کہ یہ اتحاد سرکار کی ضرورتوں کا مرہون منت ہے کہ اس اتحاد میں کچھ تو نسلی غدار شامل ہیں' کچھ حکمرانوں کا ایجنڈا لے کر شریک ہیں اور کئی اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اس کا حصہ بنے ہیں اور جو مخلص ہیں' وہ شاید اپنا موقف منوانے کی پوزیشن میں نہیں۔ لیکن یہ معمہ نہیں سمجھ آ سکا کہ مجلس عمل کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے صدارتی الیکشن میں جنرل کے خلاف ووٹ دے کر پوری دنیا میں اپنی اور اپنی جماعت کی عزت و وقار میں اضافہ کرنے والے بزرگ اس نازک مرحلہ پر استعفیٰ دے کر اپنا احتجاج کیوں ریکارڈ نہیں کروا سکے۔

مجھے تو آج جنرل کی جس صلاحیت کا ذکر کرنا ہے وہ ہے قول و عمل کا تضاد۔ جنرل پرویز مشرف کے گذشتہ سات اور موجودہ حکومت کے چار سالہ دورِ حکومت کا اگر جائزہ لے کر جنرل صاحب کے سات نکاتی ایجنڈے سے لے کر تحفظ حقوق نسواں بل کی منظوری تک ایک فہرست مرتب کی جائے تو یہ ایک کالم کیا پورا مجلہ بھی ناکافی ثابت ہو۔ لیکن آیئے جنرل صاحب کا ایک تازہ قدم اور فرمان ملاحظہ فرمائیں۔ ایک طرف تو موصوف حقوق نسواں کے علمبردار بن کر ایمان' اخلاق' شرم و حیا اور عزت کی تمام حدود پھلانگ جاتے ہیں اور معاشرے کو فحاشی' عریانی اور بے غیرتی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں دھکیل کر عورت کو جنس بازار بننے کا پورا موقع بلکہ قانونی تحفظ فراہم کرتے ہیں (تبھی تو کوٹھیوں کے ساتھ ساتھ کوٹھوں پر بھی چراغاں ہوتا ہے اور خوشی کے جشن منائے جاتے ہیں۔ (آج ۱۳ دسمبر کے نوائے وقت) ایک خبر شائع ہوئی کہ حدود بل منظور ہونے کی خوشی میں ایک نوجوان ملک عثمان ولد ملک یوسف نے اٹک کے مشہور مقام فوارہ چوک میں مرد و خواتین کی کثیر تعداد کے سامنے آدھا گھنٹہ ننگے رقص کیا اور پرویز مشرف اور صدر بش زندہ باد کے نعرے لگائے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ) اور دوسری طرف عورت کے عدم تحفظ کا کھیل بھی کھیلتے ہیں اور اس کے حقوق سے کلیۃً انحراف کرتے ہیں۔ مثلاً گذشتہ دنوں انھوں نے ایک بیان داغا کہ عورتوں کو شوہروں کے تشدد کا جواب دینا چاہیے (پتہ نہیں یہ بیان صہبا مشرف نے پڑھایا سنا ہے کہ نہیں......؟ یا کہ وہ پہلے ہی اس سنہری اصول پر عمل پیرا ہیں۔ اللہ ہی جانے) اب آپ انصاف سے بتایئے جو عورت اپنے شوہر پر ہاتھ اٹھائے گی کیا وہ اپنے حقوق جو اس کے خاوند کے ذمہ ہیں' رہائش' خوراک' محبت' تحفظ' وفاداری وغیرہ وہ حاصل کر سکے گی......؟ اور کیا خاوند اُس کی ہڈی پسلی ایک نہیں کر دے گا اور یہ بے چاری ہڈیوں کو ٹکور کرتی ہوئی جنرل کے روشن خیالی کے قصیدے نہ پڑھے گی یا پھر خاوند سے محروم ہو کر گلیوں' بازاروں کے تنکوں میں اضافہ نہیں کرے گی۔ کیونکہ ایک تو ہمارے معاشرے میں مطلقہ یا بیوہ سے نکاح کرنا لوگ کسر شان سمجھتے ہیں اور دوسرا جب لوگوں کو معلوم ہو گا کہ یہ تو خاوند کا سر پھوڑ کر ان حالات سے دوچار ہوئی ہے تو کون اس جرنیلی روشن خیالی کی دلدادہ کو قبول کرے گا۔ کیا وہ عورت جب لوگوں کے گھروں میں برتن مانجھے گی' کپڑے دھوئے گی (جیسا کہ اس وقت بھی معاشرے میں کم از کم ۲۰ فیصد عورتیں یہ مشقت کر رہی ہیں اگر حقوق ہی دینے ہیں تو جنرل صاحب کو ان کی بحالی کا بندوبست کرنا چاہیے تھا نہ کہ گھروں میں آباد عورتوں کو اجڑنے کا مشورہ دینا چاہیے) تو کیا وہ ہر گھر سے جھڑکیاں نہیں کھائے گی اور تشدد کا نشانہ نہیں بنے گی اور اس پر بھی مستزاد یہ کہ جنرل صاحب کہتے ہیں اس طرح معاشرے میں اعتدال پسندی آئے گی اور مساوات قائم ہو گی اور معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ ہو گا۔ حالانکہ اس سے معاشرے میں وہ بگاڑ پیدا ہو گا کہ شاید شیطان بھی پکار اٹھے شاباش...... جنرل شاباش!!!!!!!!!!!!!!!!

اللہ تعالیٰ نے ایسے ایک گروہ کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی فرمایا ہے جو زبان سے تو اصلاح معاشرہ کا ورد کرتا تھا' مگر ان کے عمل اور کردار سے فساد ہی فساد پھوٹتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار! تحقیق وہی لوگ ہیں فساد کرنے والے اور لیکن نہیں سمجھتے۔" (سورۃ بقرہ: ۱۱'۱۲) جنرل صاحب غور فرمائیں کہیں آپ لاشعوری طور پر اسی گروہ کی پیروی میں انھی کے مشن کی تکمیل تو نہیں کر رہے؟ وما علینا الا البلاغ المبین۔